بانی: مجتہد العصر محدث دوراں شیخ الاسلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ
بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

ید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی
لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

جماعت اہلحدیث کی ترجمان

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

نگرانِ اعلیٰ
حافظ عارف اسلم روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک | 5رجب 1431ھ 18 تا 24 جون 10ء | شمارہ 24
فون 7656730
فیکس 7659847

اللہ کی پکڑ سے بے فکری کیوں؟؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، اس کی روزی کا سامان کیا، اس کے تن من دھن میں برکت دی، اس کی ہر ایک ضرورت کا خیال رکھا، مگر پھر بھی یہ اس کو بھول گئے، اسکی نافرمانی کرنے لگے، اسکے حکم کی بجا آوری سے پھرنے لگے، جب انہیں پکارا گیا پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے، جب انہیں سمجھایا گیا راستہ سے کترا گئے، اللہ نے رسی ڈھیلی کی اور یہ دھوکہ کھا گئے، اس نے توبہ کی مہلت دی، مگر یہ فریب میں آگئے، معصیت کا نشہ اتنا چڑھا کہ اللہ کا یہ فرمان بھول گئے۔

"افامنوا مکر اللہ فلا یأمن مکر اللہ الا القوم الخاسرون."

"کیا وہ اللہ کی پکڑ سے بے فکر ہو گئے ہیں، اللہ کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت آگئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا"

عزیز قارئین!

ایسے لوگوں سے ہوشیار رہو ان کے قریب بھی نہ پھٹکو اور اس کام میں لگ جاؤ جس کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ اللہ کی قسم! ہم صرف کھانے پینے اور کھیل تماشے کے لیے پیدا نہیں کیے گئے۔ بلکہ ایک بہت بڑے کام کے لیے وجود میں آئے ہیں۔ برادران! قیامت کے دن یہ ہنسی کھیل کام نہیں آئیں گے اس دن انہی گانوں اور باجوں کے سبب سب پچھتائیں گے اس دن یہ ٹی وی اور ریڈیو وبال بن جائیں گے اس دن نہ مال و دولت کام آئے گا اور نہ چودراہٹ کسی کو عذاب الٰہی سے بچا سکے گی اس دن صرف اور صرف نیکیاں اور اچھے اعمال ہی انسان کو نفع پہنچائیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ہوشیار وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کے لیے کام کرے اور بے وقوف وہ ہے جو ہوائے نفسانی کے پیچھے دیوانہ رہے اور اللہ سے امیدیں باندھے" [ترمذی]

قارئین! قبل اس کے کہ یہ سفید چہرے سیاہ ہو جائیں، یہ دیکھتی آنکھیں اندھی ہو جائیں، جلدی توبہ کرلیں وقت بہت کم ہے اور نیک اعمال کر کے آخرت میں اللہ کی پکڑ سے بچ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

ابوعکاشہ عبداللطیف حلیم

اللہ سے کیسی امید کی جائے!

وعن جابر بن عبداللہؓ انه سمع النبی ﷺ قبل موته بثلاثة ایام یقول لایموتن احدکم الا وهو یحسن الظن بالله عزوجل .[صحیح مسلم، کتاب الجنة ،باب الامر لحسن الظن بالله تعالیٰ عند الموت ص ۲۸۷۷]

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے تین دن قبل یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کسی شخص کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو۔''

حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:'' اناعند ظن عبدی بی وانا معه حین یذکرنی .[مسلم]

''میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جہاں بھی وہ مجھے یاد کرے۔''

اللہ تعالیٰ کا قول ہے: '' قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا .[الزمر]

''اے پیغمبر ﷺ فریاد کریں! اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جانا بے اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔''

ایک جگہ اللہ کا ارشاد ہے:'' ورحمتی وسعت کل شیء .[الاعراف]''اور میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہوگئی ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یقول الله عزوجل من جاء بالحسنة فله عشر امثالها او ازید ومن جاء بالسیئة فجزاء سیئة مثلها او اغفر ومن تقرب منی شبرا تقربت منه ذراعا ومن تقرب منی ذراعا تقربت منه باعا ومن اتانی یمشی اتیته هرولة ومن لقینی بقراب الارض خطیئة لایشرک به شیئا لقیته بمثلها .[مسلم]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے ایک نیکی کی اس کے لیے دس گنا اجر ہے یا اس سے بھی زیادہ ہوگا اور جس نے برائی کی تو اس کا بدلہ اس کی مثل ہوگا یا میں بخش دوں گا۔ جو مجھ سے ایک بالشت (اطاعت کر کے) قریب ہوگا میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوں گا اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوں گا جو میرے پاس چل کر آئے گا میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آؤں گا جو مجھے اس حال میں ملے کہ اس نے زمین کو بھر دیا ہو برائیوں سے لیکن میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تو میں اس سے بخشش لے کر ملوں گا۔

ایک حدیث میں ہے: لماخلق الله الخلق کتب فی کتاب فهو عنده فوق العرش ان رحمتی تغلب غضبی .[متفق علیه]

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے اپنی خاص کتاب میں جو اس کے پاس عرش پر ہے لکھ دیا ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے اچھی امید اور گمان رکھنا انسان کے ایمان کی نشانی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ سے اچھی امید رکھیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆..........☆..........☆

جماعت اہلحدیث کا ترجمان

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 24
5 رجب ☆ 1431ھ
24 جون ☆ 2010ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس: 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی: مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
مینجر : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0301-4002662

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ آل عمران	7
شرعی وخود ساختہ نظام...	10
مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی	15
تبصرہ کتب	16
(مولانا قاری) ریاض الحق	18

زرتعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

الشیخ ابو رجال

تاریخ دہشت گردی اور تعلیم عصری

مغربی ذرائع ابلاغ کہتے ہیں All Muslims are not terrorists but all terrorist are Muslims یعنی سارے مسلمان تو دہشت گرد نہیں ہیں لیکن سارے دہشت گرد ضرور مسلمان ہیں۔ ذرا دیکھیں اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہو سکتا ہے؟ تاریخ سے واقفیت رکھنے والا ادنیٰ صاحب نظر بھی جانتا ہے کہ دہشت گردی مسلمانوں کا کبھی شیوہ نہیں رہی۔ اصل بات یہ ہے کہ دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا لیکن ذرا تاریخ کے پرانے مکتبہ میں جھانک کر دیکھیں وہاں کیا حقائق ہیں؟ انیسویں صدی میں شاید ہی کوئی دہشت گردی کی واردات ہوئی ہو جس میں کوئی مسلمان ملوث تھا۔

اب ذرا چند واقعات پر نظروں کو دوڑائیں اور بتلائیں کہ ان میں کوئی مسلمان بھی ملوث ہے؟

☆ 1881ء میں روس کے سر الیگزینڈر کو قتل کرنے والا (Lgnus) ایک عیسائی دہشت گرد تنظیم کا رکن تھا

☆ 1886ء کو امریکہ کے شکاگو شہر میں مزدوروں کے جلسے پر گرنیڈ پھینکے گئے جس میں بارہ مزدور اور ایک پولیس والا ہلاک ہوئے۔ اس واردات میں کوئی مسلمان ملوث نہیں۔

☆ 6 ستمبر 1901ء کو امریکی صدر ولیم کو ایک عیسائی نے قتل کر ڈالا اسی طرح امریکی صدر کینیڈی کا قاتل اور صدر ریگن کو گولی مارنے والے دونوں غیر مسلم تھے۔

☆ یکم ستمبر 1910ء میں لاس اینجلس ٹائمز اخبار کے دفتر پر حملہ ہوا جس میں 21 لوگ لقمہ اجل بن گئے۔ واردات کی ذمہ داری جیمز اور جوزف نے قبول کی جو ظاہر ہے کہ وہ مسلمان نہیں۔

☆ 28 جون 1914ء کو بوسنیا کے سرب غیر مسلم نے آسٹریا کے ڈیوک کو قتل کر ڈالا اور دہشت گردی کا یہی واقعہ پہلی جنگ عظیم کا فوری سبب بن گیا۔ پھر اس کا جو انجام ہوا، سو ہوا، اس میں کوئی مسلمان ملوث نہیں۔

☆ 16 اکتوبر 1925ء کو بلغاریا میں ایک چرچ پر غیر مسلم پارٹی نے حملہ کیا جس میں 105 لوگ مر گئے۔

☆ 19 اکتوبر 1934 کو ایک غیر مسلم گن مین (Lada) نے یوگوسلاویہ کے بادشاہ الیگزینڈر کو قتل کر دیا

☆ 1968ء میں گوئٹے مالا کے سفیر کو ایک عیسائی نے قتل کیا۔

☆ 1969ء میں جاپان کے ایک سفیر کو کچھ لوگوں نے اغوا کیا جو مسلمان نہیں تھے۔

☆ 1995ء میں (OKlahama) شہر میں بارود سے بھرا ٹرک ایک عمارت سے ٹکرا دیا گیا۔ اس دہشت گردی میں 166 لوگ مرے۔ یہ واردات بھی دو عیسائیوں Terry اور (Timmothy) نے کی۔

1941 تا 1948 تک تقریباً آٹھ سالوں میں دہشت گردی کی 259 وارداتیں ہوئیں جن میں یہودی

تنظیم (Lgnon) ملوث تھی۔

☆22 جولائی 1946ء (King david) ہوٹل پر حملہ ہوا جس میں 91 لوگ مارے گئے۔ یہ انگریزوں پر حملہ تھا جو اطلاعات کے مطابق اسرائیل کے بعد میں بننے والے وزیر اعظم بیگن نے کروایا تھا جس کو بعد میں نوبل انعام ملا۔ دوسری جنگ عظیم میں جب عیسائی ہٹلر نے یہودیوں کو چن چن کر تعداد سے قطع نظر گیس چیمبرز میں قتل کیا اور اب یہودی ان مظالم کا بدلہ فلسطینی عوام سے لے رہے ہیں۔ یہ ریاستی دہشت گردی نہیں تو اور کیا ہے؟ آئرش گوریلے کیا وہ مسلمان ہیں کیا تامل گوریلے مسلمان ہیں جنہوں نے اندرا گاندھی کو قتل کیا کیا وہ مسلمان تھے۔ کیا اے ایف ایف ٹی مسلم تنظیم ہے کیا (ulfa) مسلم تنظیم ہے۔ کیا ماؤ نواز گوریلے یہ مسلمان ہیں اب تو من موہن سنگھ بھی پکار اٹھا کہ بھارت کو اصل خطرہ انہی غیر مسلم دہشت گرد تنظیموں سے ہے۔

مجھے آگہی کا ملال دے کہ سنبھل سکوں　　　میرے دشمنوں کو بھی ایک شام زوال دے

جب تک قوم میں اپنی شکست اور کمزوری کے اسباب نہ جان سکیں کیونکہ اسباب جان کر ہی ان کا سد باب کیا جا سکتا ہے اس کے لیے ہمیں اپنے وجود کی آگاہی ضروری ہے دنیا بھر میں کم وبیش ڈیڑھ ارب مسلمان آباد ہیں۔ 54 ملکوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے مسلمان دنیا کی آبادی کا 21 فیصد ہے۔ پیروکاروں کے حساب سے دیکھا جائے تو اسلام ہی بڑا مذہب ہے۔ دنیا کا ہر پانچواں شخص مسلمان ہے گو کہ افراد کے اعتبار سے لوگ عیسائیت کو زیادہ ماننے والے ہیں اس کے باوجود مغرب کے شیطانی ہتھکنڈوں کی وجہ سے ذلت ہزیمت اور شکست کس لیے؟؟؟

دنیا میں کل دریافت شدہ تیل کا دو تہائی خلیج فارس سے نکلتا ہے دنیا کے قدرتی گیس کے کل کا چالیس پرسنٹ مسلمانوں کے پاس ہے ازبکستان اور کرغیزستان میں سونے کے ذخائر ہیں تاجکستان ایلومینیم کے ذخائر سے مالا مال ہیں۔ مسلم ممالک تعلیم سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں مغرب سے بہت پیچھے ہیں۔ جستجو اور کائنات کے اندر تدبر کا درس اسلام دیتا ہے لیکن ایک سروے کے مطابق ستاون ملکوں میں موجود تیس لاکھ مسلمانوں کے لیے ایک یونیورسٹی ہے۔

عرب ممالک جہاں تیل کے کنویں ہیں مگر انہیں یہاں سے تیل دریافت کرنے اور نکالنے کے لیے جن تکنیکی ماہرین کی ضرورت ہے وہ ماہرین اپنے ملک سے دستیاب نہیں ہیں۔ مسلمانوں کو فروعی مسائل میں الجھنے کی بجائے تسخیر کائنات کے اسلامی تصور کے مطابق آگے بڑھنا ہے۔ اکیسویں صدی کی ایک دہائی گزر جانے کے باوجود ستاون اسلامی ممالک میں صرف پانچ سو کے لگ بھگ یونیورسٹیاں ہیں جبکہ صرف بھارت میں 1750 یونیورسٹیاں ہیں جاپان کے شہر ٹوکیو میں یونیورسٹیوں کی تعداد پورے عالم اسلام کی جامعات سے زیادہ ہے ناخواندہ اور بے ہنر افراد کی بڑی تعداد کا تعلق مسلم ممالک سے ہے۔ سائنس ایجادات تحقیق علوم وفنون کے مختلف شعبوں میں ہم کسی گنتی قطار میں نہیں آتے ہیں۔ سعودی عرب میں خواندگی کی شرح 87 فی صد ہے۔ جبکہ پندرہ سے چوبیس سال کی عمر کے نوجوانوں میں شرح 99 فی صد ہیں۔ لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے جبکہ اعلیٰ تعلیم کے لیے دنیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی قائم کی جا رہی ہے یونیورسٹی کی تعمیر کا منصوبہ حیر کی داستان سے کم نہیں اس پر لاگت کا اندازہ 115 ارب امریکن ڈالر ہے۔ یونیورسٹی کا رقبہ 80 لاکھ مربع میٹر ہے۔ تعمیرات کا رقبہ 30 لاکھ مربع میٹر ہے۔ طالبات کے ہاسٹل بنیں گے اس میں چھبیس ہزار طالبات تعلیم حاصل کر سکیں گی لیکن ایک بات ہے وہ یہ کہ یونیورسٹی مخلوط ہوگی۔ اس کی وجہ ابھی تک سمجھ نہیں آ رہی۔

پاکستان کے اندر عدم رواداری کے جال کو کیسے کاٹا جائے ہم اپنی یونیورسٹیوں سے تنگ نظری مذہبی منافرت، اور تشدد کے آلائشوں سے پاک کر کے علم وتحقیق کے مراکز میں کیسے تبدیل کر سکتے ہیں۔ کیسے ہم اختلاف رائے کو برداشت کرنے کی روایات کو اپنے معاشرے کا حصہ بنائیں چاہے دوسروں کی رائے ہماری بنیادی سوچوں کے خلاف ہو۔ مدارس میں تعلیم اصلاحات کا بڑے زور وشور سے تذکرہ کیا جاتا ہے آج کے جو حالات ہیں ان حالات میں یہ آسان نہیں۔ اس لیے یہ کہ ہمیں بڑی سطح کی تبدیلی لاتے ہوئے سارے تعلیمی نظام کو بدلنا ہے اردو میڈیم، انگلش میڈیم اور مدارس کے نصاب کا حسین امتزاج یعنی ایک ہی نصاب رائج کیا جائے تاکہ ہر امیر، غریب، محروم اور مراعات یافتہ خاندانوں کے بچوں کا نصاب اور ذریعہ تعلیم ایک ہو۔ ہماری قومی نفسیات اردو میڈیم، انگلش میڈیم اور مدرسہ میڈیم سے فارغ التحصیل ہونے والے افراد میں تقسیم ہو چکی ہے۔ جس قوم میں اتنے اختلافات اور نقطہ ہائے نظر موجود ہوں وہ ایک مربوط قوم میں کیسے بدل سکتے ہیں۔ بیرونی ممالک میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے اور اس رفتار اور تیز تر کرنے کے لیے بین الاقوامی زبانوں کا جاننا ضروری ہے تاکہ ان لوگوں سے مقامی زبانوں میں مکالمہ کیا جا سکے اس وقت مسلمانوں کی تعداد کافی ہے اب مقدار کی نہیں کوالٹی کی ضرورت ہے۔ جدید علوم وفنون اور مغرب کے الحادی دانشوروں نے اسلام کو دفاعی پوزیشن پر کھڑا کر دیا اس کے لیے ضروری ہے کہ علماء خود الحادی لٹریچر پڑھے ہوئے ہوں اور متاثر شدہ ذہنوں کو مطمئن کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

☆........☆........☆

مفتی عبید اللہ خاں عفیف

عقیدہ توحید اور اس کی اقسام

(قسط نمبر:1)

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس عالم خاکدان میں انسان کی زندگی کا مقصد وحید اور اس کے ذمہ سب سے اہم کام اللہ کی وحدانیت پر ایمان لانا ہے۔ جتنے انبیاء اور رسول بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کیے گئے ان سب نے توحید کی دعوت دی ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے:

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ.[الانبیاء: ۲۶]

"اور جتنے رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں، ان سب کی طرف یہی پیغام ہم بھیجا کرتے تھے کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس میری ہی عبادت کرو۔" نیز فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ.[الذاریات: ۵۶]

"ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے"

اس حقیقت واقعیہ کے باوجود بھی وہ مسئلہ ہے جس میں انسانیت نے سب سے زیادہ کوتاہی کی ہے۔ وہ ہے عقیدہ توحید۔ انسان ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا چلا آرہا ہے، خالق، رازق اور مالک سمجھتا اور آخرت کا اقرار کرتا چلا آرہا ہے (سوائے چند بے خدا لوگوں کے) لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اس کی الوہیت میں کسی نہ کسی درجہ سے شرک ضرور کرتا رہا ہے۔

<u>توحید کی تین قسمیں ہیں:</u> 1۔توحید ربوبیت۔ 2۔توحید الاسماء والصفات۔ 3۔توحید الوہیت (عبادت)

<u>توحید ربوبیت:</u>

اس کا دوسرا نام توحید الملک ہے الشیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد عبدالوہاب لکھتے ہیں: هو الاقرار بان الله تعالىٰ رب كل شيء، ومالكه وخالقه ورازقه وانه المحي المميت، النافع الضار، المتفرد باجابة الدعآء عند الاضطرار، الذي له الامر كله ...... ويدخل في ذلك الايمان بالقدر.

[تیسیر العزیز الحمید. ص ۳۳]

اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی ہستی پر ایمان، اور اس کے تمہارا رب ہونے کے اقرار کو توحید ربوبیت کہا جاتا ہے۔ اس ساری کائنات خاکی، نوری کا وہی تمہارا رب ہے۔ وہی اس کا مالک، خالق اور رازق ہے وہی زندہ رکھنے والا، مارنے والا، نفع دینے والا، نقصان پہنچانے والا اور بے بس کی دعا قبول کرنے میں یگانہ اور بے ہمتا ہے، حکم اسی کا چلتا ہے ساری بھلائیاں اسی کے ہاتھ میں، اپنی مشیئت مشیت کے انفاذ پر قادر ہے اس کی مشیئت میں کوئی اور شریک نہیں، اس میں تقدیر پر ایمان لانا بھی شامل ہے اور اسی طرح اس کی حکمت کا اقرار بھی اس توحید میں شامل ہے، مشرکین مکہ اس توحید کے قائل تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی درج ذیل آیات میں ان کی اس توحید پر ثبوت ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ.[یونس: ۳۲]

تو پوچھ کہ تم کو آسمان اور زمین میں سے کون رزق دیتا ہے؟ اور کون تمہاری قوت سمع اور قوت باصرہ پر قبضہ قائم رکھتا ہے؟ اور کون زندوں کو مردوں سے نکالتا ہے؟ اور مردوں کو زندوں سے نکال لے جاتا ہے؟ اور کون احکام جاری کرتا ہے؟ تو فوراً کہہ دیں گے "اللہ" پس کہہ دیجیے پھر تم ڈرتے نہیں؟ مشرکین مکہ کو اعتراف تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مدبر عالم نہیں مگر بریلویوں کے امام مولوی احمد رضا خاں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو برملا مدبر عالم کا خطاب دیا ہے۔

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی ہے مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

[حدائق بخشش حصہ اول]

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ۝

اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے ان کو پیدا کیا ہے؟ تو کہہ دیں گے اللہ نے۔ پھر کہاں سے بہکے چلے جا رہے ہیں؟ [الزخرف: ۸۸]

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ. [العنکبوت: ۶۲]

اور اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کیے ہیں؟ کس نے سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے؟ تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔ پھر کدھر کو بہکائے جاتے ہیں؟۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ. [العنکبوت: ۶۳]

اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کون اوپر کی طرف (آسمان) سے پانی اتار کر زمین کو خشک ہونے کے بعد تروتازہ کر دیتا ہے؟ تو البتہ ضرور کہیں گے اللہ ہی کرتا ہے تو کہو الحمد للہ۔ لیکن ان میں سے بہت نہیں سمجھتے۔

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ. [النمل: ۶۳]

بھلا کون ہے جو عاجزوں کی دعائیں قبول کرتا ہے؟ جب وہ اسکو پکارتے ہیں اور تکلیف دور کرتا ہے اور تم کو زمین پر خلیفے بناتا ہے بتلاؤ کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے؟ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پاتے ہو۔

أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ءَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ. [النمل: ۶۴]

بھلا کون تمہاری بروبحر کے اندھیروں میں راہنمائی کرتا ہے؟ اور کون اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری دینے کے لیے بھیجتا ہے۔ کیا کوئی اور بھی معبود اللہ کے ساتھ ہے؟ اللہ ان کے شرک سے بلند ہے۔

أَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. [النمل: ۶۵]

بھلا کون ہے جو مخلوق کی پیدائش شروع کرتا ہے؟ پھر اس کو لوٹا دیتا ہے اور کون تم کو آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے؟ کیا کوئی اور بھی معبود اللہ کے ساتھ ہے؟ تو کہہ کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔

قرآن مجید میں اس مضمون کی ایسی بیسوں آیات موجود ہیں جو خدا کے واحد و یکتا ہونے کا برملا اعلان کرتی ہیں تاہم اختصار کے پیش نظر یہی آیات کافی ہیں۔ ان پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح پہچانتے اور اس کی ربوبیت کے بھی قائل تھے اس کی بادشاہت اور قہرمانیت کا نہ صرف ان کو اعتراف تھا بلکہ متعدد قسم کی عبادتیں جیسے حج، صدقہ، نذر اور بوقت اضطرار صرف اللہ کے حضور دعا مانگنا وغیرہ اللہ ہی کا حق سمجھتے تھے اور اپنے آپ کو ابراہیمی ملت پر قائم ہونے کا دعویٰ رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ زہیر اور عنترہ نامور جاہلی شاعر بھی بعد الموت حساب کتاب اور تقدیر کے قائل تھے۔ جیسا کہ زہیر کہتا ہے:

یوخر فیوضع فی کتاب فید خر
لیوم الحساب او یعجل فینتقم

عنترہ کہتا ہے:

یا عبل این من المنیة مهرب
ان کان ربی فی السماء قضاها

[تیسیر العزیز الحمید ص ۳۴]

ان آیات اور اشعار سے ثابت ہوا کہ کفار مکہ توحید ربوبیت کے قائل تھے اور اقرار کرتے تھے کہ آیات میں مذکورہ تمام اوصاف اور اختیارات فقط اللہ کے لیے مخصوص ہیں کوئی اور ان میں شریک نہیں، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرک ہی کہا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ. [یوسف: ۱۰۷]

"اور ان میں اکثر اللہ کو مان کر بھی شرک کرتے رہتے ہیں۔"

معلوم ہوا کہ اسلام کی نعمت کے حصول کے لیے اکیلی توحید ربوبیت کافی نہیں۔ مسلمان ہونے کے لیے ایک اور عقیدہ کا ہونا بھی علاوہ ازیں ضروری اور ناگزیر ہے اور وہ عقیدہ توحید الوہیت۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

فاما توحید الربوبیة الذی اقربه الخلائق وقرره اهل الکلام فلا یکفی وحده بل هو حجة علیهم وهذا معنی مایروی یا ابن آدم خلقت کل شیء لک وخلقتک لی فحقی علیک ان لا تشتغل بما خلقته لک عما خلقتک له

[فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱ ص ۲۳]

جہاں تک توحید ربوبیت کا سوال ہے تو خلق کو اس کا اقرار ہے اور اہل کلام بھی اس کے قائل ہیں مگر یہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے یہ اکیلی نہ صرف کافی نہیں بلکہ یہ انسانوں کے خلاف حجت ہے کیونکہ توحید والوہیت کا ہونا ناگزیر ہے یہی معنی اس حدیث قدسی کا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اے ابن آدم میں نے دنیا کی تمام چیزیں تیرے لیے پیدا کیں ہیں اور تجھے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا تجھے دنیا کے پیچھے بھاگنے کی بجائے میرا ہی پرستار بن کر رہنا چاہیے۔ اس کو توحید خبری بھی کہتے ہیں۔ (جاری ہے)

☆......☆......☆

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 32) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القری مکہ مکرمہ)

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ○[۶۹]

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ○[۷۰]

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○[۷۱]

(اے ایمان والو!) اہل کتاب کی ایک جماعت کی تو یہ خواہش ہے کہ وہ تم کو گمراہ کردیں، لیکن وہ تمہیں گمراہ نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں، لیکن انہیں اس کا شعور نہیں۔[۶۹]

اے اہل کتاب! تم کیوں اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہو، حالانکہ (دل سے تو) تم بھی گواہی دیتے ہو (کہ وہ حق ہے)۔[۷۰]

اے اہل کتاب! تم حق اور باطل کو کیوں خلط ملط کرتے ہو؟ اور حق کو چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو، (کہ وہ حق ہے۔)[۷۱]

مشکل الفاظ کے معانی:

وَدَّتْ:	چاہتی ہے۔
طَآئِفَةٌ:	ایک جماعت۔
لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ:	کاش وہ تمہیں گمراہ کردیں۔
لِمَ:	کیوں۔
تَلْبِسُوْنَ:	تم ملاتے ہو، خلط ملط کرتے ہو۔
تَكْتُمُوْنَ:	تم چھپاتے ہو۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات میں یہود و نصاریٰ کا حق کو جان لینے کے باوجود اس کا انکار کرنا مذکور تھا، نیز اہل کتاب کے باطل اور بے بنیاد دعووں کا رد بھی کیا گیا۔ اس آیت میں اہل کتاب کے ایک ایسے گروہ کا ذکر کیا گیا جو خود تو گمراہ تھے ہی لیکن وہ اہل ایمان کو گمراہ کرنے کی شدید حرص و طمع رکھتے تھے۔ اللہ کی آیت سے کفر اور حق و باطل کو خلط ملط کرنے کی مذموم کوشش کیا کرتے تھے۔

التوضیح:

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ.

اہل کتاب اپنے انبیاء کرام کی تعلیمات کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے شرک و کفر پر کمربستہ ہوگئے۔ اپنے انبیاء کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مان کر ان کی عبادت کے سبب شرک جیسے سنگین گناہ کی دلدل میں پھنس گئے۔ اب اہل ایمان کی عقیدہ توحید و رسالت سمیت بقیہ تمام عقائد کی مضبوطی اور ایک باعمل زندگی ان اہل کتاب کے لیے ناقابل برداشت تھی کیونکہ یہ خود گمراہ تھے۔ اس لیے ان کی شدید خواہش تھی کہ کسی نہ کسی طرح اہل ایمان کو بھی اسلام سے ہٹا کر گمراہی کے راستہ پر لا کھڑا کیا جائے، جس کے لیے وہ بہت سی مذموم کوششیں بھی کرگزرتے تھے۔

اہل کتاب کے اس حسد نے انہیں اندھا کر دیا تھا کہ وہ خود حلقہ بگوش اسلام ہونے کی بجائے مسلمانوں کو کفر و شرک کی طرف کھینچنے پر مصر تھے۔ لیکن جسے اللہ تعالیٰ ہدایت کا راستہ دکھائے اسے کائنات کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت و تحریک ہدایت سے دور نہیں کر سکتی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ○

کہ اہل کتاب مسلمانوں کو کیا گمراہ کرینگے بلکہ اپنے ان برے عزائم کے سبب وہ اپنی گمراہی اور بدبختی میں بذات خود اضافہ کر رہے ہیں۔

اہل کتاب کا حسد اور اہل ایمان:

یہود و نصاریٰ کیونکہ حسد جیسی موذی مرض میں مبتلا تھے، اسی حسد نے انہیں قبول اسلام اور راہ نجات سے دور رکھا۔ اہل ایمان کو گمراہ

کرنے کا حرص اور لالچ بھی اہل کتاب کے حسد کا سبب تھا۔

جن کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا: وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ. [البقرہ: 109]

(اے ایمان والو! خبردار ہو جاؤ) بہت سے اہل کتاب حق ظاہر ہو جانے کے بعد بھی محض اپنے قلبی حسد کی بنا پر یہ چاہتے ہیں کہ وہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ ۝

اہل کتاب اللہ تعالی کی آیت کے سچے ہونے کا دل سے اقرار کرنے کے باوجود اس سے انکار کرنے پر مصر تھے۔ حسد و بغض کی بناء پر ان کا یہ عمل انکی ہلاکت کا سبب واقع ہوا اس لیے اللہ تعالی نے اہل کتاب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

اے اہل کتاب تم اللہ کی آیات کا انکار کیوں کرتے ہو، حالانکہ دل سے تم بھی اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ یہ آیات حق ہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالی کے سچے رسول ہیں۔ لیکن حسد کی راہ کو اختیار کرتے ہوئے تم ہٹ دھرمی اور ضد کی بناء پر اس کے منکر بنے ہوئے ہو۔

جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝ [الانعام: 20، 21]

"جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (لیکن) جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں وہی ایمان نہیں لاتے"

"اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیت کو جھٹلائے بے شک ایسے لوگ (کبھی) فلاح نہیں پا سکتے۔"

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

اہل کتاب میں بہت زیادہ قبیح خصائل پائے جاتے تھے ان میں سے سب سے بُری خصلت حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کرنا بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ ان کے علماء باطل کو حق بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے۔

اگر کوئی اس حق کو پہچان لیتا تو پھر مختلف تاویلات کے ذریعہ باطل کو حق ثابت کرنے کی مذموم کوشش کیا کرتے تھے۔ اسی روش نے ان کو اللہ تعالی کی ناراضگی اور عذاب کا مستحق ٹھہرایا۔ کیونکہ حق کو چھپانا اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے دین اسلام میں تحریف کرنا ان کا شیوہ بن چکا تھا۔ وہ اپنے حسد اور عناد کی بنا پر حق کو اچھی طرح پہچان لینے کے باوجود بھی عوام الناس سے اسے اوجھل رکھتے تھے۔

جیسے رسول اللہ ﷺ کی صفات تورات، انجیل میں موجود تھیں اور اہل کتاب کے علماء ان تمام صفات سے اچھی طرح واقف بھی تھے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے ان کو لوگوں سے مخفی رکھنے کی بھرپور کوشش کی اور اپنے محرف دین کو دین اسلام سے ظاہر کرتے رہے۔ حالانکہ یہودیت اور نصرانیت کی یہ مکمل طور پر تحریف کر چکے تھے۔

وَقَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ.

اللہ تعالی اہل کتاب کی ریشہ دوانیوں اور مکروہ افعال کا تذکرہ فرماتے ہوئے ان کی ایک اور بری خصلت کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ سادہ لوح لوگوں کو اسلام سے پھیرنے کے لیے یہ طریقہ کار اختیار کرتے کہ دن کے پہلے حصہ میں ایمان لاتے اور شام کو ایمان سے انکار کر دیتے، تاکہ لوگوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق شکوک وشبہات جنم لے سکیں۔ اگر اسلام واقعی دین حق ہوتا تو یہ بڑے لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اسلام سے انحراف نہ کرتے۔ یہ ان کی بڑی خطرناک چال تھی جس کے ذریعہ لوگوں کو اسلام سے نفرت دلانا مقصود تھا۔

سیکولر مسلمان اور اہل کتاب کی تکمیل مقاصد

اس موجودہ دور میں بھی بعض لوگ سیکولرازم کا لبادہ اوڑھ کر اساتذہ، محققین، شعراء، فن کاروں اور صحافیوں کی شکل میں اہل کتاب کے مذموم مقاصد پورے کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے نئے نئے تصورات پیش کرتے ہیں اور صحیح اسلامی نظریات پر رجعیت کا الزام دے کر اسلامی اقدار کو پامال کرتے ہوئے اپنے ان دن بھر کے تمام کارناموں کا انکار کر کے شام کو وقتی مصلحت کی خاطر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور ان کی یہ روش اسلامی تشخص کو داغدار کرنے کے مترادف ہے۔

کیونکہ جس طرح اہل کتاب دین اسلام کو مٹانے کی سازش کرتے ہیں اسی طرح یہ لوگ بھی درحقیقت دین اسلام کو مٹانے کے لیے کوشاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زبان پر مسلمانوں کو اہل کتاب کے مکروفریب سے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہدایت صرف ایسی چیز میں ہے جو منزل من اللہ ہے۔ اس لیے اہل ایمان کے مکروفریب کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کی طرف اپنی تمام تر توجہ مرکوز کریں، یہی چیز اہل ایمان کو اہل کتاب کے مکروفریب سے دور رکھنے کا باعث بنے گی۔

"وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ"

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی ایک بری خصلت کا تذکرہ فرما کر اہل ایمان کو متنبہ فرمایا ہے کیونکہ اہل کتاب ایک دوسرے کو عموماً یہ نصیحت کرتے کہ ہم نے اپنے قدیم دین (نصرانیت اور یہودیت) کا اقرار صرف اپنے لوگوں (نصرانی اور یہودی) کے پاس ہی کرنا ہے۔ جب تم اہل اسلام سے ملو تو ان کے سامنے دین اسلام کا اظہار کر کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر لینا۔ تاکہ مسلمان تم پر اعتماد کریں اور اچانک تمہارا انکار بھی ان کو اسلام سے پھیرنے میں مددگار ثابت ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور اہل ایمان کو اہل کتاب کے مذموم مقاصد پر مطلع کرتے ہوئے ان کی تمام فریب کاریوں کی تردید کر کے فرمایا کہ ہدایت کا راستہ صرف وہی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے نشاندہی فرمائی ہے۔ تمہاری ان قبیح حرکات کی بنا پر اسلام اور اہل اسلام کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

نجات اتباع میں ہی ہے:

اس بنیادی اصول کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعدد مقامات پر بیان فرمایا ہے کہ انسان کی فلاح ونجات شرک وکفر اور برائی کا رستہ چھوڑ کر خود کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمانبردار بنانے میں ہی ہے۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قِيْلَ مَنْ اَبٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى"

میری ساری امت جنت میں جائے گی علاوہ اس شخص کے جس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔ (صحابہ کرامؓ نے) عرض کی جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا؟ فرمایا! جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے (حقیقت میں) جنت میں جانے سے انکار کر دیا[صحیح بخاری کتاب الاعتصامؐ بالکتاب والسنۃ الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ ج۶ ص۲۶۵۵ رقم الحدیث:۶۸۵۱]۔

"اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ"

اہل کتاب کا دین حق سے اعراض کرنا اور مسلمانوں کے خلاف مکروہ تدبیرات کرنا صرف اور صرف حسد اور بغض کی بنا پر تھا۔ اسی لیے وہ ایک دوسرے کو کہا کرتے تھے کہ کہیں تم مسلمانوں کے پاس اس بات کو زبان سے تسلیم نہ کر لینا کہ جس طرح ہدایت ہمیں (اہل کتاب کو) ملی ہے ایسے ہی مسلمانوں کو مل سکتی ہے۔ اگر تم نے اس کا اقرار کر لیا تو یہی لوگ اللہ کے ہاں تمہارے خلاف حجت ہوں گے کہ انہوں نے حق کو سمجھتے ہوئے جان بوجھ کر حق سے اعراض کیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

"قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ"

کہ ہدایت سے نوازنا اللہ کا کام ہے وہ جسے چاہے اپنے فضل سے نواز دے "وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ" اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔

وہ ہر اس انسان کو اپنے فضل سے نوازتا ہے جو اس کا اہل ہو۔

اہل کتاب کا مسلمانوں سے حسد اسی بنا پر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فضل سے محروم کر کے اہل اسلام کو اس فضل سے نواز دیا۔ حالانکہ ان کو یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ جب تک وہ اس فضل کے اہل رہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فضل بنو اسحاق میں رکھا۔

لیکن جب انہوں نے اس فضل سے اعراض کیا اور اسکے اہل نہ رہے تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسمٰعیل کو اس فضل کے لیے خاص کر دیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ."

کسی کو فضل سے نوازنا یا اس کو اس نعمت سے محروم کر دینا یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ یہ اختیار اس نے مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا، اور نہ ہی مخلوق میں سے کسی کی اس پر اجارہ داری ہے کہ یہ فضل اس کے سوا اور کسی کو نہ مل سکے۔

آیات سے اخذ شدہ مسائل:

1۔ اہل باطل نے ہمیشہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

2۔ اہل اسلام کے خلاف کی جانے والی سازش اہل باطل کے لیے وبال ثابت ہوئی۔

3۔ اہل کتاب نے حقائق واضح ہو جانے کے باوجود دین حق کا انکار کیا۔

4۔ حق وباطل کو خلط ملط کر کے پیش کرنا اہل کتاب کی انتہائی بری روش تھی۔

5۔ اہل کتاب نے حسد اور ضد کی بنا پر اللہ کی طرف سے آنے والی ہدایت کی بجائے اپنے خودساختہ باطل عقائد کو ذریعہ نجات سمجھا۔

6۔ ہدایت اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے اور یہ اسی کو ملتا ہے جو اس کا اہل ہو۔

7۔ سارا فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے عطا کرتا ہے۔

☆......☆......☆

شرعی و خود ساختہ نظامِ عدل کا جائزہ

عطا محمد جنجوعہ

عدل کے لغوی معنی مساوات اور انصاف کے ہیں، شریعت کی اصطلاح میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے کا نام عدل ہے۔ امام الانبیاء ﷺ کے بعد خلفاء راشدینؓ نے رنگ ونسل، زبان اور مذہب کا امتیاز کیے بغیر عدل وانصاف کے میزان کو برقرار رکھا۔ اللہ کے نظام عدل سے متاثر ہو کر بے شمار لوگ اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوئے، خلفاء راشدین کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کے عدالتی اوصاف تدریجی انداز سے زوال پذیر ہوئے۔ تاہم عوام کی عزت، جان اور مال کو تحفظ حاصل رہا اگر کوئی شخص طاقت کے نشہ میں سرشار ہو کر ظلم وتعدی پر اتر آتا تو خلیفہ وقت اسے عبرت ناک سزا دیتا۔

عباسی دور خلافت میں ایک مؤذن کپڑے سی کر روزی کماتا تھا اس کی گلی میں ترک امیر کا گھر تھا۔ ایک دن شام کے وقت ترک مدہوشی میں ایک عورت کو زبردستی کھینچ رہا تھا وہ عورت فریاد کر رہی تھی مؤذن نے چند ساتھیوں کی مدد سے مزاحمت کی لیکن اسکے غلاموں نے زدوکوب کر کے بھگا دیا، مؤذن نے مناسب غور وفکر کے بعد منارہ پر چڑھ کر بے وقت اذان دی، ترک نے اسے فجر کی اذان سمجھ کر عورت کو گھر سے نکال دیا خلیفہ معتصم باللہ جاگ اٹھا، خلیفہ کے آدمی مؤذن کو پکڑ کر لے گئے تو اس نے خلیفہ کو سارا واقعہ سنایا۔ واقعہ سن کر خلیفہ نے اسی وقت سو آدمی روانہ کیے جو فوراً اسے گرفتار کر کے لے آئے تو اس سے غضب ناک ہو کر خلیفہ معتصم نے کہا میرا عہد اور دین داری میں یہ خلل؟ کیا میں وہی نہیں ہوں جس نے روم کے لشکر کو مار بھگایا۔ قیصر کو شکست دی، آج میرے عدل ودبدبے کے باعث بھیڑ اور بھیڑیا ایک جگہ پانی پی رہے ہیں تجھے یہ جرأت کیونکر ہوئی کہ تو ایک عورت کو زبردستی پکڑے؟ لوگ تجھے نیک عمل کرنے کی تلقین کریں اور تو ان کو زدوکوب کرے؟ اس کے بعد اس امیر کو ایک بورے میں ڈالا گیا، کس کر باندھ دیا گیا، پھر لاٹھیاں مار مار کر اس کی ہڈیاں چورہ چورہ کر دی گئیں پھر اس بورے کو دجلہ میں پھینک دیا گیا۔

[ماخوذ: اللہ کا نظام عدل، ص ۲۱ از مولانا حمید عباسی]

بلاشبہ وہ حکومت کے باغیوں کے مقابلے میں نرمی روا نہ رکھتے تھے لیکن وہ عام رعایا کے لیے عادل تھے۔ خلافت اسلامیہ کے دور میں چند مختار مسلم ریاستیں قائم ہوئیں، تاہم ان کی عدالتوں میں بھی اسلامی قانون نافذ تھا۔ البتہ یورپی اقوام جن جن مسلم ریاستوں پر قابض ہوئے، انہوں نے شرعی نظام عدل کو درہم برہم کر دیا اور اس کے متبادل خود ساختہ نظام عدل نافذ کیا۔

سید مودودیؒ نے اعتراف کیا ہے ''اسلامی شریعت کی تنسیخ کا سلسلہ سب سے پہلے ہندوستان میں شروع ہوا، جہاں انگریز تسلط کے بعد بھی ایک مدت تک شریعت ہی کو قانون کی حیثیت حاصل تھی۔ چنانچہ 1791ء تک اس ملک میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا تھا مگر اس کے بعد انگریز حکومت نے بتدریج اسلامی قوانین کو دوسرے قوانین سے بدلنا شروع کیا یہاں تک کہ انیسویں صدی کے وسط تک پہنچتے پہنچتے پوری شریعت منسوخ ہو گئی اس کا صرف وہ حصہ مسلمانوں کے پرسنل لاء کی حیثیت سے باقی رہنے دیا گیا جو نکاح طلاق وغیرہ کے مسائل سے متعلق تھا۔

مصری حکومت نے 1874ء میں اپنے قانونی نظام کو فرنچ کوڈ کے مطابق بدل لیا اور محض نکاح، طلاق اور وراثت وغیرہ کے مسائل قاضیوں کے دائرہ اختیار میں چھوڑ دیے گئے اسکے بعد ترکی اور البانیہ نے ایک قدم آگے بڑھا کر مسلمانوں کے پرسنل لا میں بھی وہ کھلی کھلی تحریفات کر ڈالیں جن کی جرأت کوئی مسلم حکومت بھی نہ کر سکی تھی'' سید صاحبؒ اس کے بعد لکھتے ہیں ''اب صرف افغانستان اور سعودی عرب، دو ہی ملک دنیا میں ایسے رہ گئے ہیں جہاں شریعت کو ملکی قانون کی حیثیت حاصل ہے اگرچہ شریعت کی روح وہاں سے بھی غائب ہے۔

[تحریک آزادی ہند اور مسلمان حصہ دوئم، ص ۳۳۷]

افغانستان میں رائج شرعی نظام صیہونی تنظیم کو ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ امریکہ نے نائن الیون کا بہانہ تراش کر افغانستان پر حملہ کر دیا، کابل پر قابض ہو کر اسلام کے معاشی، سیاسی اور عدالتی نظام عدل کو درہم

برہم کردیا اور اس کے متبادل سیکولر نظام نافذ کردیا۔ افغانستان سے ملحقہ پاکستان کی ریاست سوات میں شرعی نظام عدل کی روح باقی تھی۔

محترم حنیف خالد سیاسی ایڈیشن میں لکھتے ہیں: وادی سوات کے عوام ہمیشہ سے شرعی نظام عدل کے تحت زندگیاں گزارتے رہے ہیں۔ 1969ء میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر یحیٰی خان کے دور میں مذاکرات کے بعد والئی ریاست نے اپنی ریاست کا پاکستان سے الحاق کردیا تو اس معاہدہ کی بنیادی شق بھی یہی تھی کہ پاکستان سے الحاق کے بعد بھی وادی سوات میں صدیوں سے جاری شرعی نظام عدل جاری رکھا جائے گا۔ صوبہ سرحد کی سیف اللہ فیملی کے چشم وچراغ اور فیلڈ مارشل ایوب خان کے قریبی رشتہ دار سابق وفاقی وزیر سلیم سیف اللہ خان نے سوات میں نفاذ شریعت محمدی کے متعلق حکومت اور تحریک کے معاہدے کی تفصیلات بتائیں ان کا کہنا تھا ریاست سوات جو آج کے نصف درجن کے لگ بھگ اضلاع پر مشتمل ہے، ایوبی دور میں خودمختاری ریاست تھی۔ ایوب خان نے امب، چترال، دیر کی ریاستوں کا الحاق پاکستان کے ساتھ کرالیا تھا

یحیٰی خان کے دور میں 70-1969ء میں والئی ریاست گل جہاں زیب نے آخری ریاست سوات کا الحاق پاکستان کے ساتھ کیا الحاق معاہدہ میں درج تھا کہ صدیوں سے ریاست سوات میں رائج قرآن وسنت کا جو شرعی نظام چلا آرہا ہے۔ وہ پاکستان کے ساتھ الحاق کے باوجود ریاست سوات میں مسلسل نافذ رکھا جائے گا۔ سلیم سیف اللہ کے مطابق پاکستان کے ساتھ الحاق تک، سوات میں جرائم نہ ہونے کے برابر تھے۔ قتل کی واردات تو ڈھونڈے سے بھی نہ ملتی تھی۔

صدیوں سے غیر منقسم ہندوستان اور دوسرے ممالک کے سیاح سوات آیا جایا کرتے تھے سوات میں ہر ایک کی جان ومال محفوظ تھے۔ سوات کے والی کے صوبیدار انکم ٹیکس کی بجائے اسلامی نظام کے مطابق سالانہ اڑھائی فی صد زکوۃ، اراضی اور باغات کی پیداوار کا دسواں حصہ (عشر) وصول کرتے تھے اس آمدنی سے ریاست سوات میں سڑکیں، پل اور دوسری مقامی ضروریات کا انفراسٹرکچر بنایا جاتا تھا، لوگ خوشحال تھے۔ وادی سوات کی حدود میں نہ صرف لڑکوں کے بلکہ لڑکیوں کے سکول بطریق احسن کام کیا کرتے تھے، کوئی انتہا پسند ودہشت گرد نہ تھا۔ مگر آہستہ آہستہ انگریز کا قانون نافذ ہونے سے جب وہاں کے لوگوں کو پاکستان کے باقی حصوں کی طرح انصاف ملنا مشکل ہوگیا تو ناانصافی کے شکار سوات کے لوگوں نے قانون ہاتھ میں لینا شروع کردیا سلیم سیف اللہ نے معاہدے پر حکومت اور تحریک کے لیڈروں کو مبارکباد دی۔

[روزنامہ جنگ 19-2-2009]

صیہونی چیلوں نے سوات میں دہشت گرد کارروائیاں کرکے مقامی آبادی کو مزاحمت کرنے پر مجبور کردیا، پاک فوج کو حکومتی رٹ بحال کرنے کے لیے آپریشن کرنا پڑا۔ 25 لاکھ سے زیادہ مقامی آبادی کو نقل مکانی کرنی پڑی، اس طرح شرعی نظام عدل کا معاہدہ دفن ہوکر رہ گیا اور مستقبل میں سیکولر نظام رائج کرنے کی راہ ہموار ہوگئی۔

صیہونی تنظیم کی منشا ہے کہ ان کی نئی نسل تو اپنے مذہب سے والہانہ رہے لیکن غیر یہودی ملحد ہوکر دینی حمیت سے محروم ہوجائیں۔ صیہونی تھنک ٹینک نے ہیومنزم کو متعارف کرایا کہ انسان اپنا خدا خود ہے، وہ اپنی زندگی کے فیصلے کرنے میں خودمختار اور آزاد ہے۔ کوئی آسمانی ہستی ایسی نہیں جس کی اطاعت انسان پر فرض ہو، چونکہ یہ نظریہ مذہب سے صریح تصادم تھا اس کو خاطر خواہ پذیرائی حاصل نہ ہوسکی چنانچہ ہیومنزم کے ردعمل میں سیکولرازم کا نظریہ پیش کیا گیا کہ اگر کوئی خدا کو ماننا چاہتا ہے تو اپنی پرائیویٹ زندگی میں مان لے۔ لیکن معاشرہ اور ریاست کے اجتماعی امور میں خدائی ہدایات کا عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔

اہل مغرب میں سیکولر نظریہ کے پرچار کیلیے آزادی، مساوات اور اخوت کے نعروں کی گونج قریہ قریہ پہنچ گئی انہوں نے نہ صرف ملکی قانون اور بین الاقوامی ضابطوں کو سیکولر بنیاد پر استوار کیا بلکہ وہ دنیا بھر خصوصاً مسلم دنیا میں نافذ کرنے کے لیے سرگرم عمل ہوگئے۔ یورپی اقوام نے مسلم دنیا پر تسلط کے دوران سیکولر نظام عدل رائج کیا۔ انہوں نے بعض مسلم لیڈروں کو اس حد تک ہمنوا بنالیا جو نفاذ شریعت کے طریقہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فخریہ انداز میں جواب دیتے ہیں کہ ہم صرف اس قانون کو شریعت مانتے ہیں جس کو عوام کا منتخب ادارہ منظور کرے۔ یہ سیکولر نظام کی عکاسی نہیں تو اور کیا ہے؟

جس وقت اہل سوات نے شرعی نظام کی بحالی کا مطالبہ کیا تو اس وقت ممکنہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں پاکستان کے دیگر حصوں میں شرعی عدل کی تحریک مقبولیت حاصل نہ کرجائے۔ اس دوران پاکستان میں خودساختہ نظام عدل کی آزادی کی تحریک میں شدت آگئی اور لانگ مارچ تک نوبت پہنچ گئی عوام نے سڑکوں پر نکل کر دل کا غبار نکال لیا۔

حکومت نے 15 مارچ 2009ء کی شب، ملک میں آزاد عدلیہ کے حکام اور افتخار محمد چوہدری کی بحالی کا اعلان کر دیا۔عوام عدل کے نام پر قربانیاں دے کر مطمئن ہو گئے یہی وجہ ہے کہ عوام ڈرون حملوں کے خلاف احتجاج کے لیے سڑکوں پر آنے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔میڈیا کے مطابق فیصل آباد کرائم میں پہلے نمبر پر رہا جہاں 5 ماہ میں 12596 مقدمات درج ہوئے۔مزید وضاحت سے لکھا ہے کہ ایک سال کے دوران قتل کے 204 مقدمات، اقدام قتل کے 218، زیادتی کے 64، نقب زنی کے 329 مقدمات درج ہوئے۔[روزنامہ ایکسپریس 2009-7-6]

توجہ طلب پہلو یہ ہے کہ خود ساختہ نظام عدل کی آزاد اور چیف جسٹس کی بحالی کا عوام کو کیا ریلیف ملا؟ سکول جانے والی بچیوں سے گینگ ریپ کے واقعات، خرکاروں کے ہاتھوں بچوں کا اغواء، معمولی تنازعہ پر قتل وغارت کی نوبت، دن دیہاڑے ڈاکے اور رات کو نقب زنی کی وارداتیں روزمرہ زندگی کا معمول بن چکے ہیں ان میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوئی بلکہ پہلے کی نسبت اضافہ جاری ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ خود ساختہ نظام عدل کے قوانین، جرائم کی شرح کو کم کرنے سے قاصر ہیں۔کیونکہ خود ساختہ عدل کی بنیاد سیکولر نظریہ پر ہے کہ انسان خود خیر وشر میں تمیز کر سکتا ہے، اسے معاشرہ اور ریاستی قوانین وضع کرنے کے لیے کسی آسمانی ہدایت کی ضرورت نہیں۔

باعث تعجب ہے کہ اگر انسان خیر وشر میں تمیز کر سکتا تو دوسروں کے حقوق غصب کرنے کے واقعات قطعاً رونما نہ ہوتے۔وہ معصوم بچیوں سے درندگی کا مظاہرہ نہ کرتا، ننھے منھے پھولوں کو ماں کی شفقت اور تعلیم کے زیور سے محروم کر کے خرکاری کے کام میں نہ لگاتا۔چند ایکڑ وراثتی زمین کی حرص میں اپنے بھائی کا گلہ نہ گھونٹ دیتا اور اپنی بہن کی شادی قرآن سے نہ کرتا، بوڑھے والدین کی خدمت سے جی چرا کر ان کو اولڈ ہاؤس نہ منتقل کرتا، اگر انسان خیر وشر میں بخوبی ادراک کر سکتا تو رشتے ناطے طے کرنے کے بعد طلاق کی نوبت نہ آتی، جرائم کا ارتکاب کر کے جیل کی تنگ وتاریک کوٹھری میں پاگل نہ ہوتا اگر تمیز کرنے پر ہمہ وقت قادر نہیں تو شر کی روک تھام کے لیے پائیدار قوانین کیسے وضع کر سکتا ہے۔اگر وہ خود بنائے گا تو یقیناً اس میں ذاتی، برادری اور جماعتی مفاد کو ترجیح دے گا۔

ماں اپنے بچوں کی پرورش اور نگہداشت میں محتاط رویہ اختیار کرتی ہے، معصوم بچہ دہکتے کوئلوں کی طرف لپکے، آفتاب کی تپش یا تاریک آندھی میں گھر کی چاردیواری سے نکلنے کے لیے اصرار کرے تو شفیق ماں بچے کو زدوکوب کرتی ہے۔اس ماں کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ بچے کو مستقبل میں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے، اس زدوکوب کو دیکھ کر دوسرے عبرت حاصل کرتے ہیں۔خالق کائنات نے انسان کو تخلیق کیا تو اس کو شر کے امور سے بچانے اور خیر کا راستہ دکھانے کے لیے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے۔رشد وہدایت کے ضابطے آسمانی کتب وصحائف کی صورت میں نازل کیے۔

اگر کوئی شیطانی بہکاوے میں آ کر جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو ماں سے کہیں زیادہ رحیم وکریم نے جرائم کے سدباب کے لیے سزاؤں کا تعین کر دیا تاکہ عارضی زندگی میں سزا بھگت کر آخرت کے دائمی عذاب سے بچ جائیں۔سزا کا مظاہرہ دیکھ کر دوسرے خود بخود عبرت حاصل کریں کسی کو دوسرے کے حقوق پامال کرنے کی جرأت نہ ہو،شرعی نظام عدل سے معاشرہ میں امیر، غریب کی عزت، جان اور مال کو تحفظ حاصل ہوتا ہے

اس وقت سعودی عرب میں اسلامی نظام عدل کی حکمرانی ہے برطانوی سروے کے مطابق سعودی شہری، دنیا میں زیادہ مطمئن اور یہاں کا معاشرہ سب سے زیادہ پرامن تسلیم کیا گیا۔دیگر مسلم ممالک میں خود ساختہ نظام عدل رائج ہے وہاں ہر سال پہلے کی نسبت جرائم میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔تحریک انصاف کے سربراہ نے اعتراف کیا ہے" سوات کے لوگوں کو قاضی عدالتوں سے انصاف ملتا تھا وہ اس سے مطمئن تھے، مگر 1974ء میں اسے پاکستانی قوانین اور عدالتی نظام سے تبدیل کر دیا گیا مصدقہ اطلاعات کے مطابق 1974ء تک قتل کی وارداتیں صرف 10 ہوئیں، جو 1974ء میں ہی 700 تک جا پہنچیں" [روزنامہ جنگ 2009-4-13]

شرعی نظام عدل کی اساس تقویٰ پر ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اعدلوا هو اقرب للتقوى عدل کرو یہی تقویٰ کے قریب تر ہے[المائدہ] متقی روز محشر اللہ کے سامنے جواب دہی کے خوف سے انصاف کا دامن تھامے گا۔وہ رنگ، زبان، نسل، وطن اور مذہب ومسلک کی بنیاد پر کسی سے امتیازی سلوک نہ کرے گا۔تقویٰ ہی عدل کے دونوں پلڑوں کے توازن کو برقرار رکھنے کا فطری نظام ہے جسکی روح دین اسلام ہے۔خاندان، معاشرہ اور رہائشی امور میں باہمی تنازعوں کا رونما ہونا فطری امر ہے۔اللہ سبحانہ نے اس کے حل کے لیے نسخہ بیان فرمایا ہے۔فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول.[النساء: 59] پھر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف پھیرو"

مفسرین کا اتفاق ہے کہ کوئی بھی دینی یا دنیاوی جھگڑا ہو تو اس کا فیصلہ اللہ سے، یعنی اس کی کتاب قرآن مجید یا رسول اللہ یعنی اس کی سنت احادیث کے موافق کرانا ہے۔ جب شرعی قوانین کا ماخذ کتاب وسنت ہو، تقویٰ جس کی بنیاد ہو تو اس معاشرہ کی ریاست میں جرائم کی شرح کم ہو جاتی ہے۔

خودساختہ عوامی نظام عدل دراصل خواہشات نفسانی کا ایجنڈا ہوتا ہے، عوامی حکومت کے دور میں حکمران پارٹی اپنے سپورٹران کو انتظامی وعدالتی عہدوں پر فائز کرتی ہے جو فرائض منصبی کے دوران عدل وانصاف کی بجائے پارٹی مفاد کو ترجیح دیتے ہیں علاقہ کے ناظم، قومی اسمبلی وصوبائی اسمبلی کے ممبران انتخابی معاونین کو سرکاری گرانٹ سے مالی سپورٹ اور دیگر مراعات سے نوازتے ہیں اور اپنے ووٹران کے ہر قسم کے جائز وناجائز معاملات ومقدمات میں سرکاری اثر ورسوخ استعمال کرتے ہیں، چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ان کے ذہنوں پر عوامی وسیاسی مفاد کا بھوت سوار ہوتا ہے کہ آئندہ الیکشن میں کامیابی کے امکان روشن ہو جائیں۔

اللہ ذوالجلال نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرکے مسلمانوں کو تنبیہ کی ہے: وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواء ھم واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک.

اور کہ تم اس کے موافق حکم کرو جو اللہ نے اتارا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے بچتا رہ کہ تجھے کسی ایسے حکم سے بہکا نہ دیں جو اللہ نے تیری طرف اتارا ہے۔" [المائدہ]

آہ! ہم سیاسی مفاد کی خاطر رب کریم کی ہدایت کو فراموش کر چکے ہیں، خودساختہ نظام عدل میں چشم دید، عموماً حقائق کے برعکس رپورٹ پے در پے تاریخوں میں پیشی اور ظالموں کی جلد رہائی پر عدم تحفظ کے خوف سے گواہ بننے سے جی چراتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وکیلوں کی جرح کے دوران فرضی گواہوں کی شہادت کی قلعی کھل جاتی ہے۔ ملزم پر جرم کی نوعیت شبہ میں پڑ جاتی ہے، شرعی نظام آسان اور سادہ ہوتا ہے۔ جائے واردات پر موجود دوست دشمن گواہی دینے کو اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں، عدالتی کارروائی میں مجرم کو قرار واقعی سزا مل جاتی ہے۔

تقویٰ کی دولت سے محروم بعض قانونی معاونین اصل حقائق سے آگاہ ہونے کے باوجود قاتلوں، چوروں، لٹیروں اور غاصبوں کی اعانت کرتے ہیں، ان کو بے قصور ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں لیکن شرعی نظام میں جائز معاملات میں تو سفارش اور اعانت کی گنجائش ہے لیکن ظالم کی سفارش یا اعانت کرنا ممنوع (حرام) ہے۔

خاندان کے ازدواجی اور وراثتی معاملات نازک اور پیچیدہ ہوتے ہیں، چونکہ خودساختہ نظام عدل میں سرکاری دستاویزات کی روشنی میں فیصلے صادر کرتے ہیں، زبانی معاہدوں کا احترام نہیں کیا جاتا۔ اس لیے خاندانوں میں کدورت اور عداوت میں اضافہ ہوتا ہے، شرعی نظام عدل میں حکم ہے کہ رشتہ داروں کے مقدمات ان میں ہی واپس کردو تا کہ ثالثوں کی مدد سے آپس میں صلح کی صورت نکال لیں۔ چنانچہ مقامی ثالث مدعی، مدعا علیہ اور گواہوں کے بیان سن کر دلائل وبراہین کی روشنی میں ملزم پر فرد جرم ثابت کرتے ہیں یا بے قصور۔ اسی طرح جائیداد میں کسی کا حق ظاہر کرتے ہیں اور دوسروں کو محروم، اس لیے ثالثی فیصلوں میں صلح کی گنجائش نکل آتی ہے بصورت دیگر دلائل پر مبنی فیصلہ سن کر انتقامی جذبہ تو پیدا نہیں ہوتا۔ شرعی نظام میں مفرور ملزموں کا تعاقب اور گرفتار کرکے قاضی کے سامنے پیش کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جرم ثابت ہونے پر قاضی یا امیر اسے معافی نہیں دے سکتے، معافی کا اختیار صرف مدعی کے پاس ہوتا ہے، جبکہ خودساختہ نظام عدل میں ملزموں کو نامزد کرنا، مفرور ہونے کی صورت میں تلاش کرنا گرفتاری کے لیے انتظامیہ کا خرچہ برداشت کرنا مدعی کے ذمہ ہوتا ہے۔

عدالتی کارروائی میں سالہا سال تاریخوں کے دوران گواہوں کو پیش کرنے کا خرچہ، وکیلوں کی بھاری فیس پر بے تحاشا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ عموماً مقتول کے ورثاء کو قیمتی اثاثہ نیلام کرنا پڑتا ہے اگر قانونی کارروائی میں ملزم بھاری ہو جاتا ہے تو مقتول کے ورثاء کی جان کو خطرہ لاحق ہوتا ہے اس لیے قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ عدالتی کارروائی میں قاتل کو پھانسی کی سزا ملتی ہے، بعض اوقات رحم کی اپیل پر اسے معافی مل جاتی ہے اسی قسم کا ایک واقعہ ہے کہ سات افراد کے قاتل کو جس رات پھانسی کی سزا ملنی تھی حکومت کے سربراہ کی حلف برداری کی تقریب کی رعایت سے اس کی سزا عمر قید میں تبدیل ہو گئی وہ چند سال جیل کی سزا کاٹ کر گھر آ گیا۔

خودساختہ نظام عدل کے طریقہ کار سے جرائم پیشہ افراد کو شہ ملتی ہے معاشرہ میں عزت وجان ومال کا تحفظ غیر یقینی بن جاتا ہے۔ ریاست میں بدامنی اور بے چینی بڑھ جاتی ہے، حکومت غیر ملکیوں کو طرح طرح کی سہولتوں کی

پیش کش بھی کرے لیکن وہ سرمایہ کاری کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔

سعودی عرب میں شرعی نظام عدل رائج ہے۔ وہاں مقیم ایک پاکستانی کی غیر موجودگی میں کسی نے اس کی بیوی کو قتل کر دیا، فوری طور پر قاتل کا سراغ نہ مل سکا، لیکن سعودی پولیس از خود ملزم کو تلاش کرتی رہی۔ عرصہ تین سال بعد پولیس نے مذکورہ پاکستانی سے رابطہ کیا کہ آپ کی بیوی کا قاتل مل گیا ہے۔ مقررہ تاریخ پر قاضی نے اسے مخاطب ہو کر کہا "تیری بیوی کا قاتل سامنے کھڑا ہے اس نے تیرا گھر اجاڑا ہے چونکہ قاتل کی بہن بالغ ہے، حکومت نے ان کو آمادہ کر لیا ہے۔ قاضی نے باہمی رضامندی سے نکاح کر کے اس کے گھر کو آباد کیا، اس کے بعد قاضی نے حکم صادر کیا۔ آپ چاہیں تو قاتل سے قصاص لیں، دیت پر راضی ہوں یا اسے معاف کر دیں۔ اس نے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد قاتل کو معاف کر دیا قاضی نے نہایت حکمتِ علمی سے شرعی تقاضے پورے کر کے دو خاندانوں کے مابین انتقامی جذبہ کو پر امن اور خوشگوار ماحول میں تبدیل کر دیا۔ شرعی نظام عدل کا طریقہ کار پیچیدہ اور مشکل نہیں ہوتا۔ عدالتی کاروائی قومی زبان میں ہوتی ہے۔ انصاف مفت اور جلد حاصل ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ برطانیہ میں غیر مسلموں کا شرعی عدالتوں کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔ (لندن) برطانیہ میں قائم 85 کے قریب شرعی عدالتوں کے خلاف ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈہ کے باوجود، مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کی بھی بڑی تعداد ان عدالتوں سے رجوع کر رہی ہے۔ یہی بات برطانوی اخبار دی ٹائمز نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھی ہے کہ ان عدالتوں میں آنے والے مقدمات کے پانچ فیصد فریقین مسلمان نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان عدالتوں کا طریقہ کار برطانوی عدالتوں سے کہیں زیادہ آسان اور سادہ ہے۔ [روزنامہ ایکسپریس، سرگودھا 2009-7-22]

برطانیہ جیسے صلیبی ملک نے مسلم شہریوں کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے شرعی عدالتیں قائم کی ہوئی ہیں۔ اس کے برعکس والیٔ سوات نے پاکستان سے الحاق کرتے ہوئے شرعی نظامِ عدل بدستور بحال رکھنے کا عہد لیا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حکومت نے حیلے بہانے تراش کر معاہدہ کو سبوتاژ کر دیا۔

پاکستان میں حدود و قیود کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والوں کو انتہا پسند پکارا جاتا ہے جبکہ برطانیہ میں امن و امان قائم کرنے کے لیے پاکستانی نژاد سکالر نے حکومت کو شرعی حدود قائم کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

"لندن برطانیہ میں اسلامی شرعی کونسل کے سیکرٹری ڈاکٹر صہیب حسن نے کہا ہے کہ برطانیہ میں اسلامی ضابطہ تعزیرات کے تحت سزائیں دینے سے ملک میں مزید امن و استحکام آسکتا ہے۔ برطانیہ میں سب سے بڑی شرعی عدالت کے بانی ڈاکٹر صہیب حسن نے برطانوی روزنامے دی ٹائمز کو دیئے گئے انٹرویو میں کہا کہ اگر برطانیہ میں چوری کی سزا کے طور ہاتھ کاٹنے کا قانون نافذ کر دیا جائے تو برطانیہ نہ صرف محفوظ بلکہ بہتر جگہ بن جائے گا۔ مزید تجویز دی کہ اگر اس قسم کے جرائم میں سزائیں سخت کر دی جائیں تو لوگ اس کے خوف سے جرائم کی طرف راغب نہیں ہوں گے۔

[روزنامہ اسلام لاہور 2009-7-23]

حکومت برطانیہ نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا اور غور کر رہی ہے تاریخ شاہد ہے کہ کسی فرد واحد نے قانون بنایا یا عوام نے مل کر خود ساختہ نظام عدل وضع کیا۔ ان کے نفاذ سے جرائم کی شرح میں پہلے کی نسبت اضافہ ہوا ہے۔ خالق کائنات کا نازل کردہ نظام جہاں جہاں نافذ ہوا، وہاں بھیڑ اور بھیڑیا ایک ساتھ پانی پیتے رہے۔ شرعی نظام عدل ہر شہری کی جان و مال اور عزت کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ علماء کا فرض منصبی ہے کہ وہ معاشرہ میں بگاڑ کی اصلاح کے لیے خشیت الٰہی اور فکر آخرت کے اوصاف حمیدہ کو اجاگر کریں، دوسری طرف حکومت کو شرعی نظام عدل کی برکات سے آگاہ کریں۔ عوام الناس کو ترغیب دی کہ وہ ابتدائی نوعیت کے خاندانی اور وراثتی تنازعات کے حل کے لیے اپنے علاقہ کے مستند مفتی صاحبان سے رجوع کریں تاکہ اس کے مفید اثرات دیکھ کر عوام فوجداری مقدمات کے فیصلوں کے لیے حکومت سے شرعی نظام عدل کے نفاذ کے لیے دباؤ ڈالیں۔

اپیل دعا برائے صحت

مولانا عبدالرحمن عزیز الہ آبادی آف حسین خانوالہ چک نمبر 8، صاحب فراش ہیں جو کہ بیماری کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے، بعد ازاں گرنے کی وجہ سے دائیں کولہے پر چوٹ لگنے کی وجہ سے تین جگہ سے ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ علاوہ ازیں حافظ عبدالغفار روپڑی اور حافظ عبدالوہاب روپڑی نے مولانا کی گھر جا کر عیادت کی اور ان کی جلد صحت یابی کے لیے دعا فرمائی احباب جماعت سے بھی مولانا کی صحت یابی کے لیے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالرحمن عزیز کو صحت کاملہ عاجلہ سے نوازے۔ آمین [دعا گو: محمد عمر ندیم مولا پوری خطیب مسجد قبا حسین خانوالہ]

مولانا حکیم محمد ادریس فاروقیؒ

عبدالرشید عراقی

خاندان علوی سوہدرہ کے نامور فرزند حکیم مولانا محمد ادریس فاروقی 5 جون 2010ء کو 12 بجے دوپہر لاہور میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کا تعلق سوہدرہ کے ایک علمی خاندان سے تھا۔ ان کا شجرہ نسب درج ذیل ہے: محمد ادریس فاروقی بن حافظ محمد یوسف بن مولانا عبدالمجید بن مولانا عبدالحمید بن مولانا غلام نبی الربانی بن محبوب عالم۔

مولانا غلام نبی الربانی کا شمار اہل تقویٰ میں ہوتا تھا۔ عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی کے فیض یافتہ تھے۔ اضلاع گوجرانوالہ، گجرات، شیخوپورہ اور سیالکوٹ میں توحید وسنت کے سب سے بڑے داعی اور اس دور میں اسلامی علوم وفنون کے سب سے بڑے مدرس تھے۔ 3 مئی 1930ء کو سوہدرہ میں وفات پائی۔

مولانا عبدالحمید کا شمار علمائے محققین میں ہوتا تھا، علوم اسلامیہ پر ان کو یکساں قدرت حاصل تھی۔ مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادیؒ (م ۱۳۳۴ھ)، شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) اور علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ) سے مستفیض تھے۔ اضلاع گوجرانوالہ و گجرات میں توحید وسنت کی خوب اشاعت کی۔ شرک وبدعت اور محدثات کا قلع قمع کیا۔ بہت زیادہ عبادت گزار اور تقویٰ وطہارت کا نمونہ تھے۔ 4 مئی 1912ء کو 30 برس کی عمر میں رحلت فرمائی۔

مولوی محمد ادریس فاروقی کے دادا مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی تعارف کے محتاج نہیں، آپ کا شمار برصغیر کے نامور علمائے اہلحدیث میں ہوتا تھا اور جماعت اہلحدیث کے مشہور واعظ، مبلغ، خطیب اور مقرر تھے اور اس کے ساتھ ساتھ بلند پایہ مصنف، صحافی اور طبیب حاذق بھی تھے۔ مولانا عبدالمجید حاضر العلم عالم دین تھے۔ دینی مسائل پر بصیرانہ اور ناقدانہ نظر رکھتے تھے۔ سیاسیات سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ پہلے کانگرس سے وابستہ رہے، بعد میں مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ 6 نومبر 1959ء کو انتقال کیا، عمر 59 برس تھی۔

فاروقی صاحب کے والد محترم مولوی حافظ محمد یوسف صاحب بڑے متبع سنت، زہد وورع کا پیکر، تقویٰ وطہارت کا مجسمہ اور شریف الطبع انسان تھے۔ ان کی ساری زندگی اشاعت دین اسلام اور کتاب وسنت کی ترقی وترویج اور شرک وبدعت کے استیصال میں گزری، مسائل دینیہ پر ان کی نظر وسیع تھی۔ بہت زیادہ مطالعہ کرتے تھے۔ ان کا وعظ بڑا مؤثر اور جامع ہوتا تھا۔ عادات واخلاق کے اعتبار سے خوش اخلاق، مستقل مزاج، متقی وپرہیزگار، سادہ مزاج، نیک باطن، وسیع الاخلاق اور مذہبی تھے۔ 26 دسمبر 1995ء کو وفات پائی۔

مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی 1944ء میں سوہدرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم مولانا حافظ محمد یوسف سے حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے علوم اسلامیہ کی تحصیل کی 1964ء میں اردو فاضل کا امتحان پاس کیا۔ 1985ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کا امتحان پاس کیا اور 1992ء میں طبیہ کالج کوئٹہ سے فاضل الطب الجراحت کی ڈگری حاصل کی۔

فراغت تعلیم کے بعد کوئٹہ کو اپنا مستقر قرار دیا اور 1991ء تک ان کا قیام کوئٹہ میں رہا۔ جامع اہلحدیث غزنویہ پٹیل روڈ کے خطیب بھی رہے اور ایک ہائی سکول میں اسلامیات کے لیکچر بھی رہے۔ جمعیۃ اہلحدیث پاکستان بلوچستان کے امیر اور رویت ہلال کمیٹی بلوچستان کے ممبر بھی رہے

فاروقی صاحب ایک عمدہ مقرر اور خطیب بھی تھے۔ بڑے اچھے انداز میں تقریر کرتے تھے۔ اپنے مسلک اہلحدیث میں بڑے متشدد تھے۔ ایک بلند پایہ خطیب ومبلغ اور واعظ کے ساتھ ساتھ مناظر بھی تھے۔ تصنیف وتالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ ان کی سات آٹھ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں: انوار حدیث، مقام رسالت، نبی رحمت، مسئلہ تقلید، سیرت خدیجۃ الکبریٰ، سیرت حسینؓ، عفیفہ کائنات۔

فاروقی صاحب صحافت سے بھی تعلق رکھتے تھے۔ 1992ء میں پندرہ روزہ 'ضیائے حدیث' جاری کیا۔ بعد میں اس کو ماہنامہ کر دیا۔ یہ رسالہ اب بھی جاری ہے۔ عادات واخلاق کے اعتبار سے فاروقی صاحب بڑے شریف الطبع اور ملنسار تھے۔ انہیں کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔

فاروقی صاحب عرصہ دو تین سال سے عارضہ قلب میں مبتلا تھے۔ علاج معالجہ جاری تھا۔ جس سے کچھ افاقہ ہو جاتا تھا۔ لیکن موت سے کسی کو رستگاری نہیں۔ 5 جون 2010ء کو 12 بجے دوپہر آپ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ پہلا جنازہ لاہور میں مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی نے پڑھایا۔ اس کے بعد ان کی نعش سوہدرہ لائی گئی۔ جہاں ان کی نماز جنازہ مولانا ابو محمد عبدالجبار (رکن دارالسلام لاہور) نے پڑھائی اور اس کے بعد ان کو ان کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆........☆........☆

تبصرہ کتب

حافظ محمد اسلم شاہدروی.........(معاون ناظم طبع وتالیف مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب)

نام کتاب: مدینۃ النبی ﷺ (اردو)

تالیف: ڈاکٹر رانا محمد اسحاقؒ

اضافہ وتحقیق: ڈاکٹر رانا خالد مدنی

ضخامت: 600 صفحات تقریباً (بڑا سائز)

قیمت: 1500روپے

ناشر: ادارہ اشاعت اسلام 408 گلشن بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور فون: 37833300

ڈسٹری بیوٹر: ادبستان 43ریٹی گن روڈ عقب سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال لاہور فون 36121856

زیر تبصرہ کتاب کے مولف ڈاکٹر رانا محمد اسحاق (متوفی 2 مئی 1997) کو تقریباً چودہ برس مدینہ منورہ میں گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی پہلے انہوں نے مدینہ منورہ کی عالمی شہرت یافتہ اسلامک یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی پھر کچھ عرصہ تصنیف وتالیف میں لگایا اسی طرح اس کتاب کے محقق ومخرج جناب ڈاکٹر رانا خالد مدنی نے بھی ایک لمبا عرصہ مدینہ منورہ میں قیام کیا اور تعلیم وتعلم کی بہت سی منازل مدینہ منورہ میں ہی طے کیں۔ موصوف ڈاکٹر رانا محمد اسحاق کے فرزند ارجمند ہیں، حال ہی میں انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے امام سیوطیؒ کی شرح صحیح مسلم پر تحقیق کر کے عربی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

ڈاکٹر رانا اسحاق نے پہلے "دو مقدس شہر" کے عنوان سے مکہ اور مدینہ منورہ دونوں کی تاریخ وفضائل کو جمع کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر اس کام کو "مدینۃ النبی ﷺ" تک محدود کر دیا۔ جس عمدگی سے انہوں نے یہ علمی کام کیا ہے اگر دونوں شہروں پر کر جاتے تو علمی دنیا اس سے بہت مستفید ہوتی۔ مدینہ منورہ کا پہلا نام یثرب ہے جسکا تذکرہ اللہ تعالیٰ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 13 میں فرمایا ہے۔ سورۃ توبہ کی آیت نمبر 101 میں بھی مدینہ کا تذکرہ مذکور ہے۔ اس مقدس شہر کے اور بھی نام ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی اس مقدس شہر کے متعدد نام آئے ہیں۔

مدینہ عربی میں شہر کو کہتے ہیں جب نبی کریم ﷺ یہاں تشریف لائے تو آپ ﷺ کی نسبت سے اس کا نام مدینۃ النبی ﷺ ہو گیا۔ حنفیہ کے برخلاف اہل حدیث کا عقیدہ ہے کہ مدینہ بھی مکہ کی طرح حرم ہے۔ اس میں موجود مسجد نبوی ان تین مساجد میں سے ایک ہے، جن کے علاوہ کسی مسجد کی طرف قصد زیارت کر کے جانا جائز نہیں ہے۔ اس مسجد میں ایک نماز کا ثواب دیگر مساجد میں نماز سے ایک ہزار درجہ زیادہ ہے۔ شہروں کے جغرافیہ اور تاریخ کا تذکرہ بھی قرآن پاک کے موضوعات میں سے ایک ہے۔ احادیث مبارکہ میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے، اہل علم نے مدینہ منورہ کی تاریخ کو بھی خاص موضوع بنایا ہے۔ حافظ سخاویؒ (متوفی 911ھ) نے "التحفة اللطيفة في تاريخ المدينة الشريفة" لکھی جو دو جلدوں میں طبع ہوئی ہے لیکن اس حوالے سے سب سے اہم کام نور الدین سمہودی (متوفی 902ھ) نے کیا ہے۔ ان کی کتاب وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ﷺ کے نام سے اہل علم میں متداول ہے زیر تبصرہ کتاب میں بھی اس کتاب سے استفادہ کیا گیا ہے بعد میں بھی اس پر مختلف زبانوں میں کام ہوتا رہا ہے۔ لوگوں نے حج وعمرہ اور زیارات کی مناسبتوں سے سفرنامے لکھے، اس شہر اور اس شہر کے ساکن سے اپنی محبت کا اظہار کیا میرے ناقص علم کی حد تک ڈاکٹر رانا محمد اسحاق اور ڈاکٹر رانا خالد مدنی کی یہ کتاب اردو زبان میں اس موضوع پر کئی لحاظ سے ایک منفرد کاوش ہے۔ جلی اور ذیلی سرخیوں کے اعتبار سے یہ ساڑھے تین سو سے زائد عنوانات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے صرف جلی سرخیوں کو اگر دیکھا جائے تو وہ 90 سے زائد بنتی ہیں جن میں سے 70 تک ڈاکٹر رانا محمد اسحاق کی کاوش فکر کا نتیجہ ہیں جبکہ باقی ڈاکٹر رانا خالد مدنی کی طرف سے اضافہ ہیں۔

اس کتاب میں ....مدینہ منورہ کے نام قرآن سے، مدینہ منورہ کے نام حدیث سے، نبی اکرم ﷺ کے نام قرآن وحدیث سے بڑی تفصیل کے ساتھ جمع کر دیے گئے ہیں۔ مدینہ منورہ کے فضائل پر 32 احادیث مع شرح درج کی گئی ہیں۔ سیرۃ النبی کا مکہ کا دور اجمالاً، ہجرت مدینہ، قباء میں آمد اور مسجد کی تعمیر، مسجد نبوی اور حجرات ازواج مطہرات کی

تعمیر، مسجد نبوی کی مختلف ادوار کی تعمیرات کی مساحت / سائز، مختلف عہدوں کے نقشے اور تصاویر، مسجد نبوی کے ستونوں کی تفصیلات، اصحاب صفہ کی جگہ اوران کے مکمل اسمائے گرامی، حجرہ نبوی، تین قبوراور گنبد خضریٰ کی تاریخ، زیارت قبر نبوی کا طریقہ اوراس کے متعلق 24احادیث کی شرح، ازواج، بنات، اہل بیت کی قبور، بعض کی تصاویر، بقیع قبرستان اور اس میں مدفون لوگوں کا تذکرہ، مقام احد کا تذکرہ، شہدائے احد کے اسمائے گرامی اور پہاڑ کی تصاویر، مقام خندق کی تفصیلات اور تصاویر مدینہ کی دیگر مساجد، مسجد قباء مسجد قبلتین وغیرہ، مدینہ کے پہاڑ، مدینہ کی وادیاں، مدینہ کے کنویں، مدینہ کی زراعت، زرعی اجناس اور پھل، مدینہ کے ڈیمز، مدینہ کی مارکیٹیں، مدینہ کی لائبریریاں، مکتبات، علمی مراکز، مدینہ منورہ کی عظیم یونیورسٹی اور کالجز، کنگ فہد قرآن پاک پرنٹنگ کمپلیکس، مدنی سورتیں اور قرآنی آیات مدینہ منورہ میں موجودہ دور کے خوشی اور غمی کے طریقے وغیرہ ان کے علاوہ بہت سے اہم عنوانات پر تفصیلات، نقشے اور تصاویر مہیا کردی گئی ہیں۔

جو مقام وشخصیت محبوب ہو اس کے تذکرہ میں غلو سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن ہمارے قابل صد احترام باپ اور بیٹا دونوں مولفین نے اس کتاب میں غلو سے مکمل اجتناب کیا ہے۔ لیکن شہر مقدس اور اسکے ساکن علیہ السلام کے ساتھ ان کی بے پناہ محبت، والہانہ عقیدت، نیازمندی اس کتاب کے ایک ایک لفظ سے چھلکتی ہے۔ ایک حدیث شریف میں مدینہ کی محبت کو ایمان کہا گیا ہے، اس کتاب کو پڑھ کر ہم انکے ایمان کی گواہی دے سکتے ہیں اور اپنے ایمان کی تجدید بھی کرسکتے ہیں۔ یہ دونوں مدینہ یونیورسٹی کے فاضلین میں سے ہیں، ان دونوں کو بالخصوص خالد مدنی صاحب کو مسجد نبوی کی خدمت، روضہ رسول ﷺ کی چوکیداری، بقیع الغرقد کی پہریداری اور خدام مسجد نبوی کی سربراہی کا شرف کئی سالوں تک حاصل رہا ہے اس لیے انہوں نے اس کتاب کو لمبے عرصے تک اپنے ذہنوں میں مرتب کیا اور تمام جگہوں کی زیارت کی۔ اسی نقطہ نظر سے تمام مقامات کی تصاویر اور نقشوں کی باقاعدہ جستجو کی۔ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ مدینہ منورہ کی حفاظت پر اللہ کے فرشتے مامور ہیں، اسلیے یہاں کبھی کوئی شیطان اور دجال داخل نہ ہوگا، نہ کسی کو تسلط حاصل ہوگا، ان احادیث کی رو سے مولفین نے ایسے واقعات کو درست نہیں سمجھا جن میں بالخصوص سلطان نورالدین زنگی کے زمانہ میں دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو نبی کریم اور حضرات شیخین کے مبارک جسموں کو قبروں سے چوری کرنا چاہتے تھے۔

یہ کتاب مدینہ منورہ پر گویا دائرہ معارف (انسائیکلو پیڈیا) ہے کیونکہ اردو دان طبقہ کے لیے ایسی مفصل، مستند، معتبر اور محقق کتاب اب تک نہ دیکھی گئی ہے، نہ کسی نے ایسی کتاب مرتب کی ہے، جس میں مدینہ کے متعلق کوئی بات جو قابل ذکر ہو نہیں چھوڑی گئی۔ اس کتاب کی جلد مضبوط، کاغذ بہت عمدہ ہے، ایک سو سے زائد جدید، قدیم، نادر، نایاب اور یادگار تصاویر ونقوش ہیں جن کے لیے آرٹ پیپر استعمال کیا گیا ہے۔ ادارہ اشاعت اسلام کی تالیفات کی تعداد سو کے قریب ہے، اس کے چیئرمین ڈاکٹر رانا خالد مدنی اپنے ادارہ کی تمام کتب کو ایسے ہی عمدہ انداز میں طبع کرواتے ہیں لیکن اس کتاب کی صوری اور ظاہری محاسن میں ادبستان کے مدیر جناب عبدالمتین ملک کا حسن ذوق اور عقیدت بھی شامل ہے، مدینہ منورہ پر یہ لازوال کتاب طبع کر کے انہوں نے اپنی حسنات میں اضافہ کرلیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مولف اور ناشر کو جزائے خیر دے۔ یہ کتاب علماء، طلباء، عامۃ الناس غرض زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق لوگوں کے لیے مفید ہوگی۔ ان شاء اللہ حج وعمرہ پر جانے والے ضرور اس کتاب کا مطالعہ کریں، خالد مدنی صاحب کا موبائل نمبر 0306-4476055اور ملک صاحب کا موبائل نمبر 0300-4140207 ہے ان نمبرز پر رابطہ کر کے براہ راست حاصل کرنے والوں کو خصوصی رعایت دی جائے گی۔ یہ بات قابل تسلیم ہے کہ کتاب کی تیاری پر بہت لاگت آئی ہوگی، لیکن تبصرہ نگار کی رائے ہے کہ اس کتاب کو خصوصی رعایت کے ساتھ بیچا جائے۔

اظہار تعزیت

گذشتہ دنوں لاہور میں جماعت ومسلک اہلحدیث کے دو جید علمائے کرام مولانا محمد ادریس ہاشمی اور مولانا محمد ادریس فاروقی اپنی مدت پوری فرما کر خالق حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔
دونوں بزرگوں کی وفیات پر دفتر تنظیم اہلحدیث میں تعزیتی پیغامات موصول ہوئے ہیں ان احباب کے نام ذیل میں درج کیے جارہے ہیں:
مولانا سلیمان شاکر، پروفیسر عبدالحکیم سیف، مولانا محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی، مولانا ابراہیم خلیل، مولانا بشیر سلفی لاہور، مولانا شکیل الرحمٰن ناصر، مولانا جابر حسین مدنی، مولانا عبداللطیف حلیم، پروفیسر ڈاکٹر فاروق، مولانا محمد سلیم چنیوٹی، قاری حمزہ طور گوجرانوالہ، حافظ محمد اسلم شاہدروی، مولانا شریف حصاروی کراچی، ڈاکٹر عامر عبداللہ محمدی، ملک عبدالرشید عراقی، حکیم طارق محمود ثاقب کے نام شامل ہیں۔ [شہادت طور، منیجر تنظیم اہلحدیث لاہور]

صدیوں تجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

(مولانا قاری) ریاض الحق

شیخ حافظ محمد ظہیر

ولادت وحیات:

یتیم پیدا ہوئے، گھر کا ماحول دینی تھا۔ والدہ صاحبہ اور دادا محترم سے ناظرہ وترجمہ قرآن اور دس سپارے حفظ کیے، عصری تعلیم مڈل تک بھی مقامی سکول سے حاصل کی۔ 1957ء میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ محمدیہ اوکاڑہ داخل ہوئے، 1963ء میں درس نظامی مکمل کیا۔ وہ 1964ء میں دوبارہ صحیح البخاری پڑھنے جامعہ اہلحدیث لاہور میں حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی کے پاس چلے گئے۔ 1965ء کے وسط تجوید وقرأت کے علم سے بہرہ ور ہونے کے لیے گوجرانوالہ تشریف لے گئے اور ساتھ گوندلانوالا میں خطیب وامام مقرر ہو گئے۔ 1968ء میں واپس اپنے آبائی گاؤں بنگہ بلوچاں آئے، جماعت اہلحدیث عثمان والا کے پرزور اصرار پر 1969ء میں یہاں تشریف لائے اور خداداد صلاحیت کے ساتھ مقامی درس وتدریس خطابت وامامت کے علاوہ علاقہ بھر کے علماء خطباء (تمام مسالک) کو دین کی سربلندی کی نئی تڑپ دی۔

1987ء کو عثمان والا میں ہی اپنی جمع پونجی سے زمین خرید کر وقف للہ تعالیٰ کروا کر مدرسہ تجوید القرآن کے نام سے تحفیظ وتجوید کا ادارہ بنایا اور ملک کے نامور قراء کرام اساتذہ کو تدریس کے لیے منتخب فرمایا اسی دورہ میں 2002ء کے اواخر میں مدرسہ فاطمۃ الزہراء طالبات کے لیے درس نظامی کی درسگاہ قائم کی اسی دوران آل پاکستان اہلحدیث قرأت کانفرنسز، کنونشنز، جماعتی اجلاس بھی منعقد کروائے جس میں کراچی سے خیبر تک کے ''علماء خطباء وصلحاء'' کو مدعو کیا۔ عثمان والا کے گردونواح میں کئی ایک مساجد کے سنگ بنیاد بھی رکھے جو الحمدللہ اب قرآن وحدیث کی روشن قندیلیں ہیں (فللہ الحمد) فروری 2007ء میں جدامجد قطب زمانہ مولانا قطب الدینؒ (پوران فقیر یا والے) کے علاقہ بصیر پور کے نواح (مکدی چوک) میں مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا، جو اس علاقہ میں توحید کا مینار ہے۔ بفضل اللہ تعالیٰ (ساری زندگی بغیر طمع ولالچ دین حنیف کے لیے خدمت کی اور ہمیشہ ریاکاری سے بچنے کی دعا بھی فرمائی)

اساتذہ کرام:

مولانا عبدالعزیزؒ (جھوک دادو)، مولانا عبدہ الفلاحؒ (فیصل آباد)، مولنا محمد جمعہ خانؒ (بنگرام)، مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، مولانا محی الدین لکھویؒ؛ مولانا عطاء اللہ حنیف محدث بھوجیانیؒ، مولانا شفیق الرحمان لکھوی، قاری محمد اسلمؒ (گوجرانوالہ) قاری اظہار احمد تھانوی دیوبندی، قاری غلام رسول (پانی پتی)

روحانی فیض ومسنون ذکرواذکار:

مولانا سید داؤد غزنوی، مولانا سید ابوبکر غزنوی، مولانا محمد ادریس انصاری دیوبندی (صادق آباد) میاں محمد باقر جھوک دادو، مولانا عبداللہ سریسرویؒ مولانا عبداللہ کھرل کلاں۔

ہم عصر شخصیات (بزرگ، ساتھی):

حافظ عبدالسلام بن محمد بھٹوی، حافظ عبدالرحمان مدنی لاہور، حافظ محمد سعید (جماعۃ الدعوۃ) مولانا حافظ ثناء اللہ خاں مدنی، حافظ عبدالرزاق (ڈھلیانہ والے) مولانا عبدالرشید (مجاہد آبادی)، قاری محمد ادریس العاصم لاہوری، قاری محمد یحییٰ (رسول نگری) حافظ عبدالوحید روپڑی لاہور، حافظ عبدالوحید سوہدروی (امریکہ)، مولانا محمد سرور (قبولہ)، مولانا عبدالحسیب، مولانا حافظ خبیب احمد (رائیونڈ)، مولانا عتیق اللہ، حافظ احمد شاکر (لاہور)، پروفیسر عبدالحکیم سیف، مولانا محمد شریف حصاروی کراچی، مولانا محمد صدیق سلیم، قاری محمد عزیر لاہور، قاری نوراحمد، حافظ محمد ایاز (جمبر کلاں) مولانا محمد شفیع (چھانگا مانگا)، مولانا صوفی عائش محمد، مولانا محمد داؤد ارشد، مولانا محمد اسحق حقانی، حاجی عبدالرشید اصغر (اللہ والے) مولانا محمد یوسف راجووال، مولانا عبداللہ ناصر رحمانی کراچی۔

مشہور تلامذہ:

شیخ الحدیث حافظ عباس انجم گوندلوی، قاری محمد ابراہیم کاظم قصوری، قاری ابوبکر عثمانی (گوجرانوالہ)، قاری عبدالمجید عثمانی (لاہور)،

قاری محمد شریف رحمانی (الہ آباد)، مولانا محمد ادریس ربانی، حافظ عبدالرشید زاہد، مولانا محمد شریف عثمانی ''احمد آباد'' قاری سرفراز احمد، مولانا عبدالرحمان عابد، مولانا محمد منشاء حامد، مولانا محمد ادریس حقانی، مولوی محمد اصغر، علاوہ ازیں (سینکڑوں حفاظ کرام و بیسیوں علماء و قراء عظام)۔

دست شفقت:

علامہ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر، صاجزادہ حافظ محمد اسماعیل عزیز میر محمدی، حافظ عبدالغفار روپڑی، میاں محمد جمیل لاہور، مولانا سید جنید غزنوی، ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا منظور احمد مولانا محمد نواز چیمہ، مولانا یوسف پسروری، مولانا فاروق احمد قصوری، مولانا رحمت اللہ رحیق 'الہ آباد'، مولانا قاری عبدالمجید عاجز، قاری محمود الحسن 'بڈھیمالوی'، میاں محمود عباس پتوکی، قاری صہیب احمد میر محمدی، مولانا محمد اکبر سلیم، قاری محمد خالد مجاہد پتوکی مولانا محمد ابراہیم خادم قصوری، قاری محمد اکبر اسد، مولانا عنایت اللہ ربانی، علاوہ ازیں سینکڑوں مریدین و معلقین۔

سماجی وسیاسی خدمات:

ساری زندگی لوجہ اللہ لوگوں کی خدمت کی، زلزلہ وقحط سالی دیوگان ویتامیٰ کی دیکھ بھال کے علاوہ متعدد علماء کرام، خطباء عظام وقراء کرام کو اپنی جیب سے قرآن وحدیث کی تعلیم دلوائی۔ (فللہ الحمد)

اپنے خطبات ودروس اور نجی محفلوں میں ہمیشہ قرآن وسنت پر عمل، ذکرواذکار کی پابندی ملک کی سلامتی، نفاذ اسلام کے لیے جدوجہد اور قانون کی بالادستی کی گفتگو فرمائی۔ اپنے شاگرد طبقہ اور علماء ربانی کو ہمیشہ اپنا کماؤ، اپنا کھاؤ اور دین کی بےلوث خدمت کرنے کی ترغیب دی۔

بھٹو کے سوشلزم دور حکومت میں ملک گیر تحریک چلی، آپ کچھ دن جیل رہے، رہائی پر علماء کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے تاریخی جملے کہے جو لائق مطالعہ ہیں!''اولمت ورثۃ الانبیاء''اس حکومت کے خاتمے تک، اسلامی قانون وحدود کے نفاذ تک چین سے نہ بیٹھنا ورنہ اس وطن عزیز کی باگ ڈور خدانخواستہ مغرب کے ہاتھ چلی جائے گی، یادرکھو! اب مسجدوں میں، حجروں میں چپ چپ بیٹھ رہنا دین سے غداری کے مترادف ہے، اٹھو! قرآن وسنت کی بالادستی کیلیے اس عظیم مشن کو کامیاب بنائیں، تاکہ آنے والی نسل بھی تمہاری اس خدمت دین سے مانوس ہوں، دین کی حفاظت کا ذمہ تو اللہ تعالیٰ نے اٹھا رکھا ہے پس تم اسی مشن کی تکمیل میں مرمٹ جاؤ۔''قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔'' اتحادویگانگت کی فضا پیدا کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے اور اب ہر قسم کے انتشار کو دور کرنا بھی ہم پر لازم ہے۔ متعدد بار اللہ تعالیٰ نے حرمین شریفین کی زیارت کی توفیق بھی بخشی۔ آخر اللہ کا وعدہ آن پہنچا، آپ 5جون2010ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مبشر احمد مدنی کو صدمہ

مولانا مبشر احمد مدنی خطیب جامع مسجد قباء اہلحدیث اقبال ٹاؤن لاہور کی والدہ محترمہ گذشتہ دنوں وفات پاگئیں۔ مرحومہ بڑی صالحہ شب زندہ دار، اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ احباب جماعت سے مرحومہ کی مغفرت وبلندی درجات کی دعاؤں کی درخواست ہے۔[ادارہ]

دعائے صحت

جامعہ اہلحدیث سادسہ کلاس کے طالب علم حبیب الرحمٰن گذشتہ ماہ سے علیل ہیں اور اتفاق ہسپتال میں زیر علاج رہ کر گھر میں روبصحت ہیں۔ تمام قارئین ان کی جلد صحت یابی کے لیے دعا کریں تاکہ وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکے۔[ادارہ]

پروفیسر ابراہیم کا دورہ ایوبیہ

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے مرکزی نائب ناظم اعلیٰ علامہ پروفیسر ابراہیم خادم قصوری 15 جون 2010ء سے ایوبیہ، مری کے دورہ پر ہوں گے۔ دروس قرآن وحدیث اور محافل دینیہ سے وہ خطاب کریں گے۔ آپ کا قیام ایک ماہ کے لیے ہوگا۔

[صاجزادہ محمد اسحاق خادم قصوری کنگن پور، 0300-4421651]

جامعہ اہلحدیث میں مولانا عبداللہ نثار کی آمد

مرکزی جمعیت اہلحدیث کے نائب امیر نامور عالم دین مولانا عبداللہ نثار 12 مئی کو اپنے صاجزادے مولانا عبدالحسن نثار کے ہمراہ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں میں تشریف لائے انہوں نے جامعہ کے مدیر حافظ عبدالغفار روپڑی صاحب اور دیگر اساتذہ کرام سے ملاقات کی اور زیر تعمیر بلڈنگ کا معائنہ کیا اور اس پر انہیں مبارکباد دی اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کو صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

[مولانا جابر حسین مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی]

WEEKLY LAHORE

TANZEEM AHL-E-HADITH

فون ترسیل (042) 5854010
فون مدیر اعلیٰ 6581025 (042) تنظیم اہلحدیث

C.P.L - 104

جامعہ اہلحدیث لاہور کے زیر اہتمام

16 جولائی 2010ء بروز جمعۃ المبارک

عظیم الشان تقریب تکمیل صحیح بخاری شریف و اہلحدیث کانفرنس

بعد نماز عصر

زیر سرپرستی
حافظ محمد جاوید روپڑی

زیر صدارت
حافظ عبدالوحید روپڑی
لاہور

اسٹیج سیکرٹری
محترم جناب جابر حسین مدنی

زیر امارت
حافظ عبدالغفار روپڑی
امیر جماعت اہلحدیث پاکستان

درس بخاری
فضیلۃ الشیخ حافظ ڈاکٹر عبدالرشید اظہر
اسلام آباد

زیر نگرانی
حافظ حضرت مولانا عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ
لاہور

خصوصی دعا و دستار بندی
استاذ العلماء عالم باعمل حضرت مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ
راجووال

سیرت بخاری
شیخ الحدیث مفتی عبیداللہ عفیف حفظہ اللہ
صدر مدرس جامعہ اہلحدیث

خطبہ جمعۃ المبارک
حضرت مولانا قاری عبدالرحیم کلیم
ڈیرہ غازی خاں

حضرت مولانا
منظور احمد
گوجرانوالہ

حضرت مولانا
قاری عبدالحفیظ
فیصل آبادی

حضرت مولانا
پروفیسر عبدالمجید
ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان

محترم جناب
میاں سلیم شاہد
امیر جماعت اہلحدیث پنجاب

حضرت مولانا
میاں محمد جمیل [illegible]
لاہور

حضرت مولانا
پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی
[illegible]

حضرت مولانا
حکیم طارق محمود ثاقب
امیر جماعت اہلحدیث گوجرانوالہ

حضرت مولانا
قاضی عبدالرشید
جہلم

حضرت مولانا
حافظ فضیلۃ الشیخ عبدالغفار المدنی

حضرت مولانا
محمد شریف حصاروی
کراچی

حضرت مولانا
محمد رفیق طاہر
ناظم تبلیغ جماعت اہلحدیث پاکستان

حضرت مولانا
سیف اللہ خالد ملتانی
چترال گڑھی

حضرت مولانا
قاری خالد مجاہد
پتوکی

حضرت مولانا
رانا نصر اللہ خاں

حضرت مولانا
محمد یونس صدیقی
کراچی

دوران کانفرنس تربیتی کلاس کا مناظرہ ہوگا

شرکاء کے لیے کھانے کا انتظام بعد نماز مغرب تا عشاء ہوگا

انتظامیہ جامعہ اہل حدیث چوک دالگراں لاہور

042-37656730 - 0300-4583187